

## قرآن کریم کا تعارف

ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنہلی

فاضل دارالعلوم دیوبند، انڈیا

(اور ہماری ذمہ داری)

### قرآن کیا ہے؟

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انس و جن کی رہنمائی کے لیے آخری نبی حضور اکرم ﷺ پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، مخلوق نہیں۔ قرآن کریم لوح محفوظ میں ہمیشہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے ملا اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر تحریر ہیں، وہ کسی بھی تبدیلی سے محفوظ ہونے کے ساتھ شیاطین کے شر سے بھی محفوظ ہیں، اس لیے اس کو لوح محفوظ کہا جاتا ہے۔ اس کی شکل و صورت و حجم کیا ہے؟ ہم نہیں جانتے، مگر قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔

قرآن ”قُرْآن“ کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں: پڑھی جانے والی کتاب۔ واقعی دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہے، جس کی بغیر سمجھے بھی لاکھوں لوگ ہر وقت تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر اپنے پاک کلام کے لیے قرآن کا لفظ استعمال کیا ہے: ”إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ“ (الواقعة: ۷۷)۔ اسی طرح فرمایا: ”بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ“ (البروج: ۲۱)

قرآن کریم عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”ہم نے اس کو ایسا قرآن بنا کر اتارا ہے جو عربی زبان میں ہے، تاکہ تم سمجھ سکو۔“ (یوسف: ۲) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہی اس کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۃ البقرۃ آیت: ۱۲ اور سورۃ آل عمران آیت: ۱۳۸ میں موجود ہے۔

## نزول قرآن

حضور اکرم ﷺ پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی:

- ۱:- گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی اور آواز نے جو کچھ کہا ہوتا، وہ حضور اکرم ﷺ کو یاد ہو جاتا۔ جب اس طریقہ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا۔
- ۲:- فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ ﷺ کے پاس آتا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام آپ کو پہنچا دیتا۔ ایسے مواقع پر عموماً حضرت جبرئیل علیہ السلام مشہور صحابی حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے۔
- ۳:- حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصل صورت میں تشریف لاتے تھے۔
- ۴:- بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے حضور اکرم ﷺ کی ہم کلامی ہوئی۔ یہ صرف ایک بار معراج کے موقع پر ہوا۔ نماز کی فرضیت اسی موقع پر ہوئی۔

۵:- حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے سامنے آئے بغیر آپ ﷺ کے قلب مبارک پر کوئی بات القاء فرمادیتے تھے۔

## تاریخ نزول قرآن

ماہ رمضان کی ایک بابرکت رات لیلة القدر میں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے بعد حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوتا رہا اور تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں قرآن کریم مکمل نازل ہوا۔ قرآن کریم کا تدریجی نزول اُس وقت شروع ہوا جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی جو آیتیں غار حرا میں اُتریں، وہ سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں۔ اس پہلی وحی کے نزول کے بعد تین سال تک وحی کے نزول کا سلسلہ بند رہا۔ تین سال کے بعد وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا، آپ ﷺ کے پاس آیا اور سورۃ المدثر کی ابتدائی چند آیات آپ ﷺ پر نازل فرمائیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی وفات تک وحی کے نزول کا تدریجی سلسلہ جاری رہا۔ غرض تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں قرآن کریم مکمل نازل ہوا۔

## حفاظت قرآن

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ قرآن کریم ایک ہی دفعہ میں نازل نہیں ہوا، بلکہ ضرورت اور حالات کے اعتبار سے مختلف آیات نازل ہوتی رہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے حفظ قرآن پر زور دیا گیا، چنانچہ خود حضور اکرم ﷺ الفاظ کو اسی وقت دہرانے لگتے تھے، تاکہ وہ اچھی طرح یاد

ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوئی کہ عین نزول وحی کے وقت جلدی جلدی الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ خود آپ میں ایسا حافظہ پیدا فرمادے گا کہ ایک مرتبہ نزول وحی کے بعد آپ اسے بھول نہیں سکیں گے۔ اس طرح حضور اکرم ﷺ پہلے حافظ قرآن ہیں، چنانچہ ہر سال ماہ رمضان میں آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کے نازل شدہ حصوں کا دور فرمایا کرتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ کا انتقال ہوا، اس سال آپ ﷺ نے دوبار قرآن کریم کا دور فرمایا۔ پھر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کے معانی کی تعلیم ہی نہیں دیتے تھے، بلکہ انہیں اس کے الفاظ بھی یاد کراتے تھے۔ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کریم یاد کرنے کا اتنا شوق تھا کہ ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں رہتا تھا۔ چنانچہ ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک اچھی خاصی جماعت ایسی رہتی جو نازل شدہ قرآن کی آیات کو یاد کر لیتی اور راتوں کو نماز میں دہراتی تھی۔ غرضیکہ قرآن کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے حفظ قرآن پر زور دیا گیا اور اُس وقت کے لحاظ سے یہی طریقہ زیادہ محفوظ اور قابل اعتماد تھا۔ قرآن کریم کی حفاظت کے لیے حضور اکرم ﷺ نے قرآن کریم کو لکھوانے کا بھی خاص اہتمام فرمایا، چنانچہ نزول وحی کے بعد آپ کا تبین وحی کو لکھوا دیا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب قرآن کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ کا تب وحی کو یہ ہدایت بھی فرماتے تھے کہ: اسے فلاں سورت میں فلاں آیات کے بعد لکھا جائے۔ اس زمانہ میں کاغذ دستیاب نہیں تھا، اس لیے یہ قرآنی آیات زیادہ تر پتھر کی سلوں، چمڑے کے پارچوں، کھجور کی شاخوں، بانس کے ٹکڑوں، درخت کے پتوں اور جانور کی ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں۔ کاتبین وحی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خاص طور پر ذکر کیے جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں جتنے قرآن کریم کے نسخے لکھے گئے تھے، وہ عموماً متفرق اشیاء پر لکھے ہوئے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب جنگ یمامہ کے دوران حفاظ قرآن کی ایک بڑی جماعت شہید ہو گئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم ایک جگہ جمع کروانے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابتداء میں اس کام کے لیے تیار نہیں تھے، لیکن شرح صدر کے بعد وہ بھی اس عظیم کام کے لیے تیار ہو گئے اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس اہم و عظیم عمل کا ذمہ دار بنایا۔ اس طرح قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کا اہم کام شروع ہو گیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ خود کا تب وحی ہونے کے ساتھ پورے قرآن کریم کے حافظ تھے۔ وہ اپنی یادداشت سے بھی پورا قرآن لکھ سکتے تھے، اُن کے علاوہ اُس وقت سینکڑوں حفاظ قرآن موجود تھے، مگر

لا یعنی باتوں کا ترک کرنا اسلام کی بڑی خوبیوں میں سے ہے۔ (حضرت محمد ﷺ)

انہوں نے احتیاط کے پیش نظر صرف ایک طریقہ پر بس نہیں کیا، بلکہ ان تمام ذرائع سے بیک وقت کام لے کر اُس وقت تک کوئی آیت اپنے صحیفے میں درج نہیں کی، جب تک اس کے متواتر ہونے کی تحریری اور زبانی شہادتیں نہیں مل گئیں۔ اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے قرآن کی جو آیات اپنی نگرانی میں لکھوائی تھیں، وہ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس محفوظ تھیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں یکجا فرمایا، تاکہ نیا نسخہ ان ہی سے نقل کیا جائے۔ اس طرح خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قرآن کریم ایک جگہ جمع کر دیا گیا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اسلام عرب سے نکل کر دور دراز عجمی علاقوں تک پھیل گیا تھا۔ ہر نئے علاقہ کے لوگ ان صحابہ و تابعین سے قرآن سیکھتے، جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوئی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم حضور اکرم ﷺ سے مختلف قراءتوں کے مطابق سیکھا تھا، اس لیے ہر صحابی نے اپنے شاگردوں کو اسی قراءت کے مطابق قرآن پڑھایا جس کے مطابق خود انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے پڑھا تھا۔ اس طرح قراءتوں کا یہ اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا۔ لوگوں نے اپنی قراءت کو حق اور دوسری قراءتوں کو غلط سمجھنا شروع کر دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اجازت ہے کہ مختلف قراءتوں میں قرآن کریم پڑھا جائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ اُن کے پاس (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تیار کرائے ہوئے) جو صحیفے موجود ہیں، وہ ہمارے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں ایک کمیٹی تشکیل دے کر ان کو مکلف کیا گیا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحیفہ سے نقل کر کے قرآن کریم کے چند ایسے نسخے تیار کریں جن میں سورتیں بھی مرتب ہوں، چنانچہ قرآن کریم کے چند نسخے تیار ہوئے اور ان کو مختلف جگہوں پر ارسال کر دیا گیا، تاکہ اسی کے مطابق نسخے تیار کر کے تقسیم کر دیئے جائیں۔

اس طرح اُمتِ مسلمہ میں اختلاف باقی نہ رہا اور پوری اُمتِ مسلمہ اسی نسخہ کے مطابق قرآن کریم پڑھنے لگی۔ بعد میں لوگوں کی سہولت کے لیے قرآن کریم پر نقطے و حرکات (یعنی زبر، زیر اور پیش) بھی لگائے گئے، نیز بچوں کو پڑھانے کی سہولت کے مد نظر قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ نماز میں تلاوتِ قرآن کی سہولت کے لیے رکوع کی ترتیب بھی رکھی گئی۔

## فضائلِ قرآن

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قرآن کا ماہر جس کو خوب یاد ہو، خوب پڑھتا ہو، اُس کا حشر

قیامت کے دن مومن کے اعمال کی ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہ ہوگی۔ (حضرت محمد ﷺ)

فرشتوں کے ساتھ قیامت کے دن ہوگا۔“ (بخاری) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، پس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔“ (مسلم) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو تو کیا گمان ہے تمہارا اُس شخص کے بارے میں جو خود اس پر عمل پیرا ہو؟!“ (ابوداؤد)

## فہم قرآن

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں تدبر و تفکر کرنے کا حکم دیا ہے، مگر یہ تدبر و تفکر مفسرِ اول حضور اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کی روشنی میں ہی ہونا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے ارشاد فرمایا ہے: ”یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے، تاکہ لوگوں کی جانب جو حکم نازل فرمایا گیا ہے، آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔“ (النحل: ۴۴) ”یہ کتاب ہم نے آپ پر اس لیے اتاری ہے، تاکہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔“ (النحل: ۶۴) اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیات میں واضح طور پر بیان فرمادیا کہ قرآن کریم کے مفسرِ اول حضور اکرم ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی کہ آپ ﷺ اُمتِ مسلمہ کے سامنے قرآن کریم کے احکام و مسائل کھول کھول کر بیان کریں۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اقوال و افعال کے ذریعہ قرآن کریم کے احکام و مسائل بیان کرنے کی ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دی۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ اور تبع تابعینؓ کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال و افعال یعنی حدیثِ نبوی کے ذخیرہ سے قرآن کریم کی پہلی اہم اور بنیادی تفسیر انتہائی قابلِ اعتماد ذرائع سے اُمتِ مسلمہ کو پہنچی ہے، لہذا قرآنِ فہمی حدیث کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

## مضامین قرآن

علماء کرام نے قرآن کریم کے مضامین کی مختلف قسمیں ذکر فرمائی ہیں، تفصیلات سے قطع نظر ان مضامین کی بنیادی تقسیم اس طرح ہے:

۱:- عقائد

۲:- احکام

۳:- قصص

قرآن کریم میں عمومی طور پر صرف اُصول ذکر کیے گئے ہیں، لہذا عقائد و احکام کی تفصیل احادیثِ نبویہ میں ہی ملتی ہے، یعنی قرآن کریم کے مضامین کو ہم احادیثِ نبویہ کے بغیر نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

## قرآن اور ہماری ذمہ داری

یہ کتاب مقدس حضور پاک ﷺ کے زمانہ سے لے کر رہتی دنیا تک مشعلِ راہ بنی رہے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتنا جامع اور مانع بنایا ہے کہ ایمانیات، عبادات، معاملات، سماجیات، معاشیات و اقتصادیات کے اصول قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ ہاں! ان کی تفصیلات احادیثِ نبویہ میں موجود ہیں۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارا تعلق اس کتاب سے روز بروز منقطع ہوتا جا رہا ہے۔ یہ کتاب ہماری مسجدوں اور گھروں میں جزدانوں میں قید ہو کر رہ گئی ہے، نہ تلاوت ہے نہ تدبر ہے اور نہ ہی اس کے احکام پر عمل، آج کا مسلمان دنیا کی دوڑ میں اس طرح گم ہو گیا ہے کہ قرآن کریم کے احکام و مسائل کو سمجھنا تو درکنار اس کی تلاوت کے لیے بھی وقت نہیں ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے دور کے مسلمانوں کے حال پر رونا روتے ہوئے اسلاف سے اس وقت کے مسلمان کا مقارنہ ان الفاظ میں کیا تھا:

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلمان ہو کر

اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

آج ہم اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم کے بارے میں سوچتے ہیں، انہیں عصری علوم کی تعلیم دینے پر اپنی تمام محنت و توجہ صرف کرتے ہیں اور ہماری نظر صرف اور صرف اس عارضی دنیا اور اس کے آرام و آسائش پر ہوتی ہے اور اُس ابدی و لافانی دنیا کے لیے کوئی خاص جدوجہد نہیں کرتے، الا ماشاء اللہ۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا اور اپنے بچوں کا تعلق و شغف قرآن و حدیث سے جوڑیں، اس کی تلاوت کا اہتمام کریں، علماء کی سرپرستی میں قرآن و حدیث کے احکام سمجھ کر ان پر عمل کریں اور اس بات کی کوشش و فکر کریں کہ ہمارے ساتھ، ہمارے بچے، گھر والے، پڑوسی، دوست و احباب و متعلقین بھی حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے طریقہ پر زندگی گزارنے والے بن جائیں۔ آج عصری تعلیم کو اس قدر فوقیت و اہمیت دی جا رہی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن کریم ناظرہ کی بھی تعلیم نہیں دی جا رہی ہے، کیونکہ ان کو اسکول جانا ہے، ہوم ورک کرنا ہے، پروجیکٹ تیار کرنا ہے، امتحانات کی تیاری کرنی ہے، وغیرہ وغیرہ، یعنی دنیاوی زندگی کی تعلیم کے لیے ہر طرح کی جان و مال اور وقت کی قربانی دینا آسان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے کلام کو سیکھنے میں ہمیں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ غور فرمائیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے ہماری رہنمائی کے لیے نازل فرمایا ہے اور اس کے پڑھنے پر اللہ تعالیٰ نے بڑا اجر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے اور قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے والا اور قرآن و حدیث کے احکام پر عمل کرنے والا بنائے، آمین۔

